فتوی، افتاء اور تخصص فی الافتاء سے متعلق لکھی گئی چند اہم تحریریں

إفتاء و فتوی نویسی

آداب ----- اُصول ----- اہم کتب

گزارشات --- علمی نکات --- نصابی خاکہ

تالیف

مفتی شاد محمد شاد

الحسان اکیڈمی

Online Islamic Education

فتوی، افتاء اور تخصص فی الافتاء سے متعلق لکھی گئی چند اہم تحریریں

اِفتاء و فتوی نویسی

آداب ----- اُصول ----- اہم کتب

گزارشات --- علمی نکات --- نصابی خاکہ

مفتی شاد محمد شاد

ناشر:

الحسان اکیڈمی

فتوی اور اِفتاء سے تعلق رکھنے والے

تمام اساتذہ، طلبہ اور دوستوں کے نام

افتاء اور فتویٰ نویسی

وضاحت

زیرِ نظر رسالہ کوئی مستقل تصنیف نہیں ہے، نہ اس میں حوالہ جات وغیرہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ سوشل میڈیا پر لکھی گئی چند ایسی تحریرات کا مجموعہ ہے جن کا تعلق فتوی اور افتاء کے ساتھ ہے۔چونکہ کئی دوست انفرادی طور پر ان تحریرارت کو طلب کررہے تھے ،اس لیے ان سب کو یکجا کردیا گیا۔

دعا کا خواستگار

شاد محمد شاد

فہرست

عنوان | **صفحہ نمبر**

آدابِ فتوی نویسی

(خلاصہ از: اصول الافتاء وآدابہ)

آدابِ افتاء:

- مفتی کو چاہیے کہ فتوی دینے سے پہلے اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے اور درست جواب کی طرف راہنمائی کی دعاء کرے۔
- جس مجلس میں بڑا عالم موجود ہو، وہاں خود جواب دینے کے بجائے، بڑے عالم کو جواب دینے کا موقع دیں۔
- جب تک جواب کے درست ہونے کا مکمل اطمینان نہ ہو، اس وقت تک جواب نہ دے۔ اگر دل میں جواب سے متعلق ہلکا سا بھی شبہ ہو تو بھی جواب نہ دے۔
- اس بات کی بھی رعایت کرنی چاہیے کہ ایسے وقت میں فتوی نہ دے جب غصہ میں ہو یا دل کسی ایسے خوف یا شہوت میں مبتلا ہو جو اُسے حالتِ اعتدال سے نکال دے۔
- جہاں تک ہو سکے مستفتی کی بد سلوکی پر صبر کرے۔
- جواب کے شروع ہی میں مسئلہ کا حکم ایسی واضح تعبیر میں بیان کردے جسے مخاطب فورا سمجھ جائے۔ مسئلہ کا حکم بیان کرتے وقت دلائل بیان نہ کرے۔
- مسئلہ کا حکم ایسی آسان عبارت میں لکھیں جسے ہر عالم اور عام آدمی سمجھ سکے۔
- فتوی میں صرف شرعی حکم اور فقہی دلیل ہی ذکر کرے۔ فتوی جذباتیت سے خالی ہو۔ وقتی تعریف اور فوری غصہ سے بھی خالی ہو۔
- مفتی کے لیے مناسب ہے کہ ''حرام'' کا لفظ صرف وہاں استعال کرے جہاں دائلِ قطعیہ سے حرمت سے ثابت ہو۔ جن امور کی حرمت پر واضح نص نہ ہو یا اجتہادی امر ہو، وہاں حرام کے بجائے دوسری ماسب تعبیر اختیار کی جائے، جیسے ''یہ جائز نہیں ہے'' یا ''یہ ناپسندیدہ ہے''۔
- مفتی کو چاہیے کہ جن مسائل میں عموم بلوی ہو یا ایسا مسئلہ ہو جس میں دلائل متعارض ہو اس میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کرے۔

- ایسے جدید مسائل جن میں قرآن وسنت اور متوارث فقہ میں کوئی وضاحت اور نص نہ ہو،ان میں متقی وپرہیز گاری مفتی سے مشورہ کرے۔
- ایسے شاذ فتاوی سے بچناواجب ہے جو جمہور فقہاءامت کے خلاف ہو۔
- شرعی حکم بیان کرتے وقت کسی بھی قسم کے دباؤ کو قبول کرے سے اجتناب ضروری ہے،خواہ ذاتی دباؤ ہو،سیاسی ہو، حکومتی ہو یا گروہی۔
- اگراستفتاء کا تعلق اصولِ دین یاشریعت کے قطعی مسائل سے ہو توضروری ہے کہ دلیل قرآن وسنت سے بیان کی جائے،نہ کہ صرف فقہ کی کتابوں سے، کیونکہ اصولِ دین میں اجتہاد درست نہیں ہے۔
- اگر مفتی کے پاس کسی دوسرے کا فتوی تصدیق کی غرض سے لایا جائے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے یہ معلوم کرلے کہ پہلا مفتی فتوی دینے کی اہلیت رکھتا ہے یانہیں؟اگر وہ فتوی کااہل نہیں ہے تواس کے فتوی پر تصدیق نہ لکھے،اگرچہ جواب درست ہو، بلکہ اپناجواب الگ لکھ کر دیدے۔

اگر وہ افتاء کااہل ہیں، لیکن اس کا جواب درست نہیں ہے تواپنی طرف سے الگ جواب لکھے اور اگر اس کا جواب درست ہے، لیکن دلیل یا حوالہ درست نہیں ہے تو بھی اپنا الگ جواب لکھ کر حوالہ یا دلیل کی وضاحت کردیں۔اگراس کا جواب مکمل درست ہے تواسی کے جواب کی تصدیق کردیں۔

- اگرایسا مسئلہ ہے جس میں ابتلاء عام ہے اور دلائل بھی متعارض ہیں یا کوئی آسان حکم بھی موجود ہے تو مفتی کو چاہیے کہ لوگوں سے بقدرِ امکان حرج ومشقت اور تنگی کو دور کرے اور آسان حکم بتائے۔
- اگر مفتی کو مسئلہ سمجھ نہ آرہا ہو یا وہ چاہتا ہو کہ مستفتی کو کسی دوسرے مفتی کے پاس بھیجے تو مناسب ہے کہ مستفتی کی راہنمائی ایسے مفتی کی طرف کردے کو واقعۃً فتوی کی اہلیت رکھتا ہو۔

آدابِ کتابتِ فتوی:

- فتوی خوشخطی کے ساتھ لکھے، کیونکہ اچھاخط مطلب کو سمجھنے میں مددگار ہوتا ہے اور اشتباہ سے بچاتا ہے۔
- مناسب ہے کہ جواب اسی کاغذ پر لکھے جس پر سوال لکھا ہوا ہے، جب تک ممکن ہو الگ کاغذ استعمال نہ کرے۔
- اپنے فتوی کا آغاز''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' سے حمد وصلاۃ سے کرے۔
- ایسی تحریر اور لکھائی ہو جس سے کسی بھی قسم کے اشتباہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

- اپنے جواب کے آخر میں ''واللہ اعلم'' یا اس جیسا کوئی جملہ لکھ دے۔اگر عقائد سے متعلق مسئلہ ہو تو آخر میں ''واللہ الموفق'' لکھے۔
- اپنے جواب کے آخر میں ایسے دستخط کرے جو سمجھ میں آئے اور اس کے بعد فتویٰ لکھنے کی تاریخ بھی لکھے۔

آدابِ مفتی:

- فتویٰ دینے والے کو چاہیے کہ وہ اپنے وضع قطع اور لباس کو اچھا رکھے،اس میں شرعی امور کی پابندی کرے،طہارت و نظافت کا خیال رکھے اور ستر پوشی کا اتمام کرے۔
- مفتی اپنی عادات کو سوارنے،اپنے افعال کو شریعت مطابق بنانے اور اپنے اقوال کو شریعت کی ترازو میں تولنے کی کوشش کرے،کیونکہ اپنے منصب اور احکامِ خداوندی بیان کرنے کی وجہ سے لوگوں کے لیے قول و فعل میں مقتداء ہے۔
- اپنے اخلاق کو بہتر سے بہتر بنائے،اچھی نیت رکھے اور یہ یاد رکھے کہ وہ آپ ﷺ کا نائب ہے۔مفتی کے دل میں اُس وعدے کو پورا کرنے کی نیت ہو جو اللہ تعالیٰ نے علماء سے لیا ہے کہ وہ حق کو بیان کریں گے،اُسے چھپائیں گے نہیں۔
- مفتی کو چاہیے کہ جس نیکی کے کام کا فتویٰ دے،اس پر خود بھی عمل کرے۔بعض اصولیین نے لکھا ہے کہ جس شخص کا علم تقاضہ علم کے خلاف ہو،اس کا فتویٰ درست نہیں ہے۔
- مفتی اپنے اعمال میں مشتبہ امور سے احتراز کرے اور اپنی ذات کی حد تک ان اعمال االتزام کرے جن کو عام لوگوں کے لیے لازم نہیں سمجھا جاتا۔
- مفتی کو چاہیے کہ وہ مہارت کے حصول کے لیے ہمہ تن درپے رہے اور اپنے علم میں اضافہ کرنے کا حریص ہو۔اپنی حاصل شدہ معلومات پر کبھی بھی اکتفاء نہ کرے،بلکہ نت نئ معلومات حاصل کرنے کا اہتمام کرے۔اپنے دنیوی تعلقات میں کمی کرے اور علم کی طرف متوجہ رہے۔

اُصولِ اِفتاء

(خلاصہ از: اصول الافتاء وآدابہ)

پہلا اصول:

ایسے شخص کے لیے فتوی دینا جائز نہیں ہے جس نے ماہر اساتذہ سے باقاعدہ علم فقہ حاصل نہیں کیا، بلکہ محض کتب فقہ کا مطالعہ کرر کھا ہو۔ اسی طرح اس شخص کے لیے بھی فتوی دینا جائز نہیں ہے جس نے علم فقہ تو ماہر اساتذہ سے حاصل کیا، مگر اسے وہ ملکہ حاصل نہ ہو پایا جس کی بنیاد پر احکام شریعت کے اصول و قواعد اور علل کو پہچانا و جانا جاتا ہے اور فقہ و فتوی کے لیے معتبر کتابوں کو غیر معتبر سے ممیز و ممتاز کیا جاسکتا ہے۔

مفتی کی اہلیت کے لیے یہ شرائط ضروری ہیں:

۱۔ بالغ ہونا------۲۔ عاقل ہونا-------۳۔ تجربہ و تمرین------۴۔ علم------۵۔ عادل ہونا-----

۶۔ علماء کا اس پر اعتماد ہونا۔

دوسرا اصول:

جب کسی مسئلہ میں تمام فقہاء احناف (متقدمین و متاخرین) کا ایک ہی قول ہو تو اسی کو اختیار کرنا متعین ہے۔ یعنی مفتی اسی قول پر فتوی دینے کا پابند ہو گا۔

تیسرا اصول:

جب کسی مسئلہ میں امام صاحب سے دو اقوال یا دو روایات ہوں تو ایسی صورت میں:

الف- امام صاحب کا جو قول موخر ہو گا اسے لیا جائے گا، لہذا بعد والا ناسخ اور پہلے والا منسوخ سمجھا جائیگا، یا پھر اسے لیا جائے گا جسے امام صاحب نے خود اختیار کیا ہو۔

ب- تاریخ معلوم نہ ہو اور امام صاحب سے اسکی ترجیح منقول نہ ہو تو پھر اسے لیں گے جسے امام ابو یوسف نے ترجیح دی ہو۔

ج- پھر جسے امام محمد نے اختیار کیا ہو اسے ترجیح دیں گے۔ اور اگر امام محمد سے بھی ترجیح منقول نہ ہو تو اس قول و روایت کو اختیار کیا جائے گا جسے امام زفر یا امام حسن بن زیاد نے ترجیح دی ہو۔

د- اگرامام صاحب اور صاحبین کی ترجیح میں اختلاف ہو جائے تو:

۱- اگر مفتی اہل اجتہاد میں سے ہے یعنی وہ خود غور وفکر کرکے دلائل سے استنباط مسئلہ کر سکتا ہو، اور ایسا صاحب نظر وفکر ہو کہ دلائل پر عبور رکھتا اور مثلاً ناسخ ومنسوخ اور موول ومشترک جیسے دلائل سے واقفیت رکھتا اور قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھتا ہو۔ تو اسے اختیار ہے کہ وجوہ ترجیح میں غور کرکے کسی ایک قول کو اختیار کر لے۔

۲- اور اگر وہ اجتہاد کا اہل نہیں ہے تو پھر امام صاحب ہی کے قول پر عمل کرے۔

چوتھا اُصول:

وہ مفتی جو مقلد ہو وہ صرف انہی اقوال پر فتوی دے گا جنہیں مشائخ حنفیہ میں سے اصحاب الترجیح نے ترجیح دی ہو ،جس قول کو اصحاب الترجیح نے مرجوح قرار دیا ان پر فتوی دینا جائز نہیں ہے۔

اصحاب الترجیح کی ترجیح کو اختیار کرنا ضروری ہے، کیونکہ:

۱- انہوں نے اول وآخر فقہاء کے اقوال ودلائل کا تتبع کیا ہوتا ہے اور حوادث زمانہ پر گہری نظر رکھی ہوتی ہے، لہذا ترجیح کے اہل وہی ہیں۔

۲- انہوں نے اپنے آپ کو امام کے اقوال ومسائل ودلائل کے لیے وقف کیا ہوتا ہے اور اپنے فقہی مسلک کو کسی بھی مقلد سے زیادہ جاننے والے ہوتے ہیں۔

پانچواں اصول:

مفتی پر لازم ہے کہ وہ نقل فتوی میں انہی کتابوں پر اعتماد کرے جو نقل مذہب میں معتبر ہیں، غیر معتبر کتابوں کے اقوال پر اعتماد نہ کرے۔

فتوی کے لیے کسی کتاب کے غیر معتبر ہونے کی درج ذیل چھ وجوہات ہیں:

۱. کتاب کے مولف کا حال معلوم نہ ہو، جیسے خلاصۃ الکیدانی ۔

۲. مولف کا روایاتِ ضعیفہ کو جمع کر دینا، جیسے علامہ زاھدی کی القنیہ اور الحاوی۔

۳. کتاب کی عبارت میں ایسا اختصار ہو کہ مسئلہ اس سے واضح نہ ہو سکتا ہو جیسے الاشباہ والنظائر اور الدر المختار۔ البتہ ان کو شروحات وحواشی کی مدد سے سمجھ کر فتوی دیا جاسکتا ہے۔

۴. کتاب کا نادر و نایاب ہونا۔ یہ وجہ مختلف زمانوں کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے جیسے "المحیط البرھانی"، جو پہلے نایاب تھی، مگر اب ادارۃ القرآن سے پوری تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

۵. مولف کی طرف اس کتاب کی نسبت مشکوک ہو، جیسے "کتاب المخارج والحیل"، جس کی نسبت امام ابویوسف کی طرف مشکوک ہے۔

۶. کتاب کا فقہ کے علاوہ کسی اور موضوع پر ہونا، ایسی کتاب بھی فتوی کے لیے غیر معتبر ہو گی، جیسے علامہ عینی رحمہ اللہ کی "عمدۃ القاری" وغیرہ۔

چھٹا اصول:

اصحاب الترجیح کی جانب سے دی جانیوالی ترجیح کبھی صریح ہوتی ہے اور کبھی التزامی۔ اس اعتبار سے ترجیح کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ ترجیح صریح: وہ ترجیح ہے جو صریح الفاظ کے ساتھ ہو، جیسے: **"ھو صحیح ،ھو الاصح ،بہ یفتی ،علیہ الفتوی ، ھو المعتمد".**

۲۔ ترجیح التزامی: وہ ترجیح ہو جو صریح الفاظ سے تو نہ ہو، مگر مصنف کا صنیع و منہج اس پر دلالت کرے۔

حکم: جب ترجیح صریح نہ پائی جاتی ہو تو ترجیح التزامی پر عمل کیا جائیگا اور جب ترجیح صریح موجود ہو تو اسی کے مطابق فتوی دیا جائے گا، ترجیح التزامی پر عمل جائز نہ ہو گا۔

ترجیح التزامی کی مثالیں:

۱. قاضی خان کا منہج یہ ہے کہ وہ قول راجح کو مقدم فرماتے ہیں، اس کے بعد بقیہ اقوال ذکر فرماتے ہیں ، پس قاضی خان میں جو مقدم قول ہو گا وہ راجح ہو گا۔

۲. اسی طرح صاحب ہدایہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ قول راجح کو آخر میں ذکر فرماتے ہیں اور اس کی دلیل بھی آخر میں لاتے ہیں، تا کہ سب کی ادلہ کا جواب ہو جائے، تو ہدایہ میں جو قول سب سے آخر ہو گا وہ راجح ہو گا۔

۳. اسی طرح بعض فقہاء کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جو قول ان کے نزدیک راجح ہو صرف اس کی دلیل ذکر کرتے ہیں، دیگر اقوال کے دلائل ذکر نہیں کرتے۔

۴. کوئی فقیہ دیگر اقوال پر رد کر کے راجح قول کو بغیر رد کے چھوڑ دیتا ہے۔

۵. کسی قول کا متون معتبرہ میں ہونا بھی ترجیح التزامی ہے۔

ساتواں اصول:

ترجیح صریح کے الفاظ، درجات و قوت میں مختلف ہوتے ہیں، بعض الفاظ دیگر بعض الفاظ سے درجے و قوت میں بڑھے ہوئے ہیں چنانچہ قوت کے اعتبار سے درجہ بدرجہ الفاظ ترجیح درج ذیل ہیں، سب سے مقدم اولا ذکر کیا جائیگا اسکے بعد والا اسکے بعد اور پھر اسی ترتیب پر بقیہ الفاظ ہوں گے:

۱. علیه عمل الامة

۲. علیه الفتوی ، به یفتی

۳. الفتوی علیه

۴. هو الصحیح

۵. هو الأصح

۶. بقیہ تمام الفاظ درجہ میں برابر ہیں جیسے ''هو المعتمد ، هو الأشبه'' وغیرہ تاہم انکے ساتھ صیغہ اسم تفضیل سے درجات کا تفاوت ظاہر کیا جاسکتا ہے۔

آٹھواں اصول:

جب کسی مسئلہ میں دو اقوال باہم متعارض ہوں اور ہر ایک کو ترجیح دی گئی ہو تو ایسی صورت میں کس قول/ترجیح کو اختیار کیا جائے گا؟

الف- اگر ترجیح ایک شخص کی جانب سے دونوں اقوال کو دی گئی ہو تو موخر کو اختیار کیا جائے گا بشرطیکہ تاریخ معلوم ہو۔

ب- اگر تاریخ معلوم نہیں یا ترجیح ایک شخص کی جانب سے نہیں، بلکہ مختلف اشخاص کی جانب سے ہے تو مفتی وجوہ ترجیح میں غور کرکے مرجح کی بنیاد پر ایک کو ترجیح دے گا۔

ج- اگر مفتی کو کوئی مرجح نہ ملے یا ہر دو جانب ایک جیسا مرجح ہو تو پھر مفتی کو اختیار ہے کہ وہ شہوات وخواہش نفسانی سے بچتے ہوئے درستگی وصواب کو طلب کرتے ہوئے کسی ایک جانب کو ترجیح دے دے۔

چند وجوہات ترجیح یہ ہیں:

- ایک ترجیح صریح ہو اور دوسری التزامی ہو تو صریح پر عمل ہو گا۔
- ایک ترجیح کے الفاظ دوسری ترجیح سے زیادہ قوی ہوں تو قوی الفاظ والے تصحیح پر عمل ہو گا۔
- ایک قول متون میں مذکور ہو اور دوسرا متون میں نہ ہو تو متون والے قول کو ترجیح ہو گی۔
- ایک ظاہر الروایۃ ہو اور دوسرا غیر ظاہر الروایہ ہو تو ظاہر الروایہ کو ترجیح ہو گی۔
- ایک امام صاحب کا قول ہو اور دوسرا صاحبین کا تو امام صاحب کا قول راجح ہو گا۔
- ایک اکثر مشائخ کا مختار و پسندیدہ ہو اور دوسرا چند ایک کا تو اکثر کے مختار کو ترجیح ہو گی۔
- ایک قیاس ہو اور دوسرا استحسان ہو تو استحسان کو ترجیح ہو گی۔
- ایک اوفق بالزمان ہو تو اسی کو ترجیح ہو گی۔
- اہل نظر کے نزدیک ایک کی دلیل دوسری کی بنسبت زیادہ قوی ہو تو اسی کو اختیار کرے۔
- باب الزکاۃ میں دو اقوال میں سے انفع للفقراء راجح ہو گا۔
- کتاب الوقف میں انفع للوقف اولی ہو گا۔
- حدود میں ادرء للحد اولی ہو گا۔
- حلال و حرام میں محرم کو ترجیح ہو گی۔

اہم نکتہ:

فقہائے کرام نے جن مرجحات کو ذکر فرمایا ہے یہ کوئی ضابطہ کلیہ نہیں ہے۔ بسا اوقات ایک مرجح ایک قول کو تو دوسرا مرجح دوسرے قول کو ترجیح دے رہا ہوتا ہے۔ لہذا مرجحات کے باب میں معاملہ مفتی کے مذاق وذوق کے سپرد ہو گا، مفتی اپنے مذاق و ملکہ کی بنیاد پر طے کرے گا کہ کون سے مرجح سے کس قول کو ترجیح دی جائیگی۔

نواں اصول:

اگر دو اقوال میں سے کسی قول میں اہل ترجیح سے تصحیح مروی نہ ہو تو اس وقت ظاہر الروایۃ کی اتباع واجب ہو گی۔ اور اگر وہ دونوں روایات جن کا آپس میں اختلاف ہے ظاہر الروایۃ ہیں تو ان میں سے جو روایت زمانے کے اعتبار سے موخر ہو گی، ترجیح اسے ملے گی۔

کتب ظاہر الروایہ میں سب سے پہلے مبسوط لکھی گئی ہے، پھر الجامع الصغیر، پھر الجامع الکبیر، پھر الزیادات، پھر السیر الصغیر، پھر السیر الکبیر۔

دسواں اصول:

مفہوم مخالف اگرچہ نصوص شرعیہ میں معتبر نہیں ہے، مگر کتب فقہ کی عبارات میں معتبر ہو گا، لہذا کتب فقہ کے مفہومِ مخالف پر عمل اس شرط کے ساتھ صحیح ہو گا کہ اسکا مفہوم مخالف دوسری صریح عبارات کے معارض نہ ہو۔

گیارہواں اصول:

روایات ضعیفہ و مرجوحہ پر عمل یا افتاء جائز نہیں، تاہم دو صورتوں میں مرجوح قول پر عمل یا فتوی دینے کی گنجائش ہے:

الف- جب ضرورت ہو اور تنگی و مشقت کو دور کرنا مقصد ہو۔

ب- اگر متبحر و ماہر مفتی ہو اور وہ اپنی نظر میں دلیل کی قوت کی بنیاد پر کسی ایسے قول کو ترجیح دیدے جو مذہب میں مرجوح ہو۔

وصیت کی تقسیم کا فارمولہ

اگر کوئی شخص اپنے مال سے اتنی وصیت کردے جو تہائی مال یااس سے کم ہو تو وصیت نافذ ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر وصیت اتنی زیادہ ہو کہ مرحوم کے ترکہ کے تہائی مال سے بڑھ رہی ہو تو تہائی مال سے زیادہ وصیت ورثاء کی اجازت پر موقوف رہتی ہے۔ اگر وہ اجازت دیدیں تو ٹھیک, ورنہ ایسی وصیت صرف تہائی مال کہ حد تک نافذ ہوتی ہے۔

اب الجھن یہاں پیش آتی ہے کہ جب کوئی شخص متعدد اشخاص کے لیے وصیت کر جائے اور مجموعہِ وصیت، ثلثِ ترکہ (ترکہ کے ایک تہائی مال) سے زیادہ ہو، جبکہ مرحوم کے ورثاء اس کی اجازت نہ دے، اور موصی لہم (جن کے لیے وصیت کی گئی ہے) کے لیے کی گئی وصیت بھی مساوی نہ ہو، بلکہ بعض کے لیے کم مال کی وصیت کی گئی ہو اور بعض کے لیے زیادہ مال کی، تو ایسی صورت میں ثلثِ ترکہ کو بطورِ وصیت تقسیم کرنے میں مشکل پیش آتی ہے, اس کے لیے یہ فارمولہ ذہن میں رہیں کہ:

ہر موصی لہ کے لیے کی گئی وصیت کو ثلثِ ترکہ (ترکہ کے ایک تہائی مال) میں ضرب دے دیں، جو حاصلِ ضرب ہواُسے مجموعہِ وصیت (یعنی تمام موصی لہم کے لیے کی گئی وصیت کے مجموعہ) پر تقسیم کر دیں، جو حاصلِ تقسیم ہو گا وہ اُسی موصی لہ کا حصہِ وصیت ہو گا. اِس عمل سے ہر موصی لہ کا حصہ بھی معلوم ہو جائے گا اور مجموعہِ وصیت ثلثِ ترکہ کے برابر ہو گا۔

یا

آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

اس میں دو سٹیپس ہیں:

-پہلا:

کسی ایک فریق کے حق میں کی گئی وصیت شدہ رقم کو کل وصیت شدہ رقم سے تقسیم کر دیں۔

-دوسرا:

پھر اس کسر کو ثلث ترکہ سے ضرب دے دیں۔

مثلاً:

کلِ ترکہ: 900روپے

ثلثِ ترکہ: 300روپے

زید (موصی لہ) کے لیے کی گئی وصیت: 200روپے

عمر (موصی لہ) کی وصیت: 300روپے

مجموعہِ وصیت: 500روپے

زید:

200 کو 300 میں ضرب دیا تو حاصل ضرب: 60,000 ہوا، اس کو مجموعہ وصیت (500) پر تقسیم کیا تو حاصل 120 ہوا، یہی زید کا حق ہے۔

عمر:

300 کو 300 میں ضرب دیا تو 90,000 ہوا، اس کو 500 پر تقسیم کیا تو 180 ہوا، یہی عمر کا حق ہے۔

دونوں کو ملنے والی وصیت کا مجموعہ، ترکہ کی تہائی (300) کے برابر ہے۔

فارمولہ

وصیت × ثلث ÷ مجموعہ وصیت = اصل حق

وراثت میں فیصدی حصہ معلوم کرنے کا فارمولہ

کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کا ترکہ اس کے ورثاء کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ترکہ کی تقسیم کے اصول اور طریقے علم میراث کی کتابوں میں موجود ہیں، جن سے ہر وارث کا عددی حصہ معلوم ہو جاتا ہے، لیکن ترکہ میں ہر وارث کا فیصدی حصہ معلوم کرنے کا طریقہ قدیم کتابوں میں نہیں ہے،اور آج کل یہ طریقہ لکھنااور اس کے مطابق ہر وارث کا فیصدی حصہ بتاناضروری ہے، کیونکہ عوام کے لیے فیصدی حصہ سمجھنااور اس کے مطابق ترکہ تقسیم کرنا آسان ہوتاہے۔

اس کا فارمولہ یہ ہے کہ:

یہاں دوسٹیپس ہیں:

-پہلا:

جب ترکہ کو شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم کرلیا جائے تو پھر ہر وارث کو جو سہم (عددی حصہ) ملاہے،اس کو سو (100) میں ضرب دیدیں۔

-دوسرا:

پھر حاصل ضرب کو مکمل مسئلہ (وہ عدد جس سے مسئلہ بناہے) پر تقسیم کرلیں۔جو حاصلِ تقسیم ہوگا،وہی اُس وارث کا فیصدی حصہ ہوگا۔

یا

آپ آسانی کے لیے یوں کہہ دیں کہ :ہر وارث کے سہم کے ساتھ دو صفر(00) لگالیں اور مجموعہ عدد (یعنی دوصفر سمیت) کو مکمل مسئلہ پر تقسیم کرلیں۔حاصل تقسیم اس وارث کا فیصدی حصہ ہوگا۔

مثلا:

ایک شخص کا انتقال ہوگیا۔اس کے ورثاء میں تین بیٹے،ایک بیٹی اور ایک بیوہ ہیں۔یہاں شرعی اصولوں کے مطابق مسئلہ آٹھ 8 سے بناکر،بیوہ کو ایک حصہ ،بیٹی کو ایک حصہ اور ہر بیٹے کو دو،دوحصے دیدیے جائیں گے۔

اب فیصدی حصہ یوں معلوم کریں کہ :بیوہ کے ایک حصہ کو سو(100) میں ضرب دیا تو حاصل: سو(100) ہوا،اس سو کو مکمل مسئلہ یعنی 8 پر تقسیم کیاتو حاصل 12.5 ہوا،یہی بیوہ کا فیصدی حصہ ہے۔یہی عمل بیٹی کے

حصہ میں کیا جائے۔اسی طرح ہر بیٹے کا عددی حصہ دو ہے،اس کو سو میں ضرب دیا تو حاصل دو سو ۲۰۰ ہوا،اس کو آٹھ ۸ پر تقسیم کیا تو حاصل ۲۵ ہوا،یہی ہر بیٹے کا فیصدی حصہ ہے۔

فارمولہ

سہم(عددی حصہ)×۱۰۰÷کلِ مسئلہ=فیصدی حصہ

تلفیق مذموم و محمود

ایک ہی مسئلہ میں دو مختلف مسالک کو جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: تلفیق مذموم

ایک صورت یہ ہے کہ دو مختلف مسالک کے جمع کرنے سے عمل کا مجموعہ کسی ایک مسلک میں بھی درست نہ ہو۔ مثلا باوضوء شخص کا خون نکل آئے اور وہ عورت کو بلاحائل مس بھی کرے۔ پہلی وجہ میں وہ شافعیہ کی رائے اور دوسری وجہ میں حنفیہ کی رائے کو لیکر یہ گمان کرے کہ میرا وضوء قائم ہے۔اس وضوء سے نماز نہ حنفیہ کے ہاں درست ہے نہ شافعیہ کے ہاں۔ وجہ ظاہر ہے۔ یہ تلفیق مذموم ہے۔

دوسری صورت: تلفیق محمود

دوسری صورت یہ ہے کہ دو مسالک کو جمع کرنے کے باوجود عمل کا مجموعہ دونوں مسالک میں درست ہو، یہ ایک مثبت واحتیاطی پہلو ہے۔ مثلا سابقہ مسئلہ میں کوئی شخص خون نکلنے پر حنفیہ کی رائے کی وجہ وضوء کرے اور مس بلاحائل کی وجہ سے شافعیہ کی رائے پر دوبارہ وضوء کرے۔ یہ تلفیق محمود ہے۔سنا ہے کہ امام حرمین لوگوں کے اطمینان کی خاطر اسی احتیاطی تلفیق پر عمل کرتے ہیں، تاکہ ان کے پیچھے مختلف مسالک کے مقتدیوں کی نماز خود ان کے اپنے مسلک کے مطابق بھی درست ہو۔ حلالہ میں محلل کے لیے بلوغت کی شرط مالکیہ سے شاید اسی بنیاد پر لی گئی ہے، جس کے بارے علامہ شامی رح یوں لکھتے ہیں : والأولى الجمع بين المذهبين الخ

کتبِ حنفیہ کے رموز / اشارات

۱۔"له" اس سے "لابي حنيفة" کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۲۔"عنده" اس سے پہلے اگر کسی اور فقیہ کا ذکر نہ ہو تو اس سے امام ابو حنیفہؒ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۳۔"عنده وعنه" ان دونوں میں سے "عنده" سے مسلک کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ مثلاً امام صاحب کا مسلک ہے، جبکہ "عنه" سے روایت کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ امام صاحب کی ایک روایت ہے۔

۴۔"لهما/ عندهما/ مذهبهما" ان الفاظ سے امام ابو یوسف و امام محمدؒ کی طرا اشارہ ہوتا ہے۔

۵۔"أصحابنا" اس لفظ سے تین ائمہ (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمدؒ) مراد ہوتے ہیں۔

۶۔"الصاحبين/ الصاحبان" سے امام ابو یوسف اور امام محمدؒ مراد ہوتے ہیں۔

۷۔"الشيخين/ الشيخان" سے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسفؒ مراد ہوتے ہیں۔

۸۔"الطرفين/ الطرفان" سے امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۹۔"الثانی" سے امام ابو یوسفؒ مراد ہوتے ہیں۔

۱۰۔"الثالث" سے امام محمدؒ مراد ہوتے ہیں۔

۱۱۔"المشـــــايخ" اس لفظ سے ان فقہاء کی طرف اشارہ ہوتا ہے جن کو امام ابو حنیفہؒ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ ہو سکا ہو۔

۱۲۔"قالوا" یہ لفظ وہاں استعمال کیا جاتا ہے جہاں مشایخ کا اختلاف ہو۔

۱۳۔"ح" کتبِ حنفیہ میں اس حرف سے شیخ حلبی کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

۱۴۔"الكتاب" سے مختصر القدوری کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔

اصولِ افتاء کی کتابیں

فتوی نویسی یا فتوی دینا جتنا عظیم الشان، اہمیت و فضیلت اور باعثِ اجر وثواب والا منصب ہے، اس سے کہیں زیادہ یہ ایک انتہائی نازک ذمہ داری ہے، کیونکہ مفتی، اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان واسطہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کا نائب بن کر احکامِ شرعیہ میں لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے، اسی لیے علامہ ابن قیم نے لکھا ہے کہ مفتی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ وہ فتوی دینے میں کس کا نائب اور قائم مقام ہے؟ (اعلام الموقعین ۱/۱۱) اسی بات کو علامہ شاطبیؒ نے اپنی کتاب (الموافقات ۴/۲۴۴) میں بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے، لہذا اگر مفتی درست مسئلہ بتائے گا تو اپنے ذمہ سے عہدہ برآ ہو کر اجر وثواب کا مستحق ہوگا، ورنہ غلط مسئلہ بتانے کی صورت میں پوچھنے والے کے عمل کا وبال بھی اسی کے سر ہوگا، (الدارمی ۱/۸۳)، اسی سلسلے میں روایات، آثار اور سلف صالحین کے اقوال اور فتوی دینے میں ان کے احتیاط سے بھی اس منصب کی نزاکت و حساسیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

فتوی دینا محض ذاتی رائے یا مشورہ دینے کا نام نہیں ہے، بلکہ جس طرح احکام کے استنباط، استخراج اور اجتہاد کے لیے اصول مقرر کئے گئے ہیں، اسی طرح اہلِ علم نے فتوی دینے کے اصول و ضوابط طے کیے ہیں، جن کو سمجھ کر ذہن نشین کرنا، اور فتوی دیتے وقت ان کی رعایت رکھنا لازم و ضروری ہے، ان کے بغیر کوئی شخص اس منصب کا اہل نہیں ہو سکتا، اور احکام فقہیہ کی وادیوں میں بھٹک جانے کا قوی خطرہ رہتا ہے۔

علماء لکھتے ہیں کہ احکامِ فقہیہ میں بصیرت اور ملکہ اس وقت تک حاصل نہیں ہوتا جب تک ان کا اجراء تین ٹھوس بنیادوں پر نہ کیا جائے، وہ تین بنیادیں یہ ہیں:

(۱)۔ اصولِ فقہ

(۲)۔ اصولِ افتاء

(۳)۔ قواعدِ فقہیہ

ان میں اصولِ فقہ مدارس کے درس نظامی میں، جبکہ بقیہ دو بنیادیں درسِ نظامی کے بعد تخصص (Specialization) میں پڑھائی جاتی ہیں۔

اصولِ افتاء کے فن کو "رسم المفتی" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس فن میں فتوی کی اہمیت، فتوی کا شرعی حکم، فتاوی نویسی کے اصول و قواعد، مفتی کی صفات اور سائل کے آداب وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے، اس فن پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے اہم یہ ہیں:

۱۔ حافظ خطیب بغدادی کی "الفقيه والمتفقه"

۲۔ حافظ تقی الدین ابن صلاح کی "أدب المفتی والمستفتی"

۳۔ امام نووی کی "آداب الفتوی والمفتی والمستفتی"

۴۔ شمس الدین محمود اصفہانی کی "الفتيا ومناهج الافتاء"

۵۔ امام ابو العباس احمد القرافی کی "الاحکام فی تمییز الفتاوی"

۶۔ علامہ ابن قیم جوزی کی "اعلام الموقعین"

۷۔ علامہ شمس الدین قاضی زادہ کی "الفتوی فی الاسلام"

۸۔ علامہ ابراہیم لقانی کی "منار اهل الفتوی وقواعد الافتاء بالاقوی"

۹۔ علامہ ابن عابدین شامی کی "عقود رسم المفتی" اور اس کی شرح۔

۱۰۔ علامہ احمد حموی کی "صفةالفتوی والمفتی والمستفتی"

۱۱۔ شیخ عبدالعزیز الراجحی کی "التقليد والإفتاء والاستفتاء"

۱۲۔ امام احمد الحرانی کی "صفةالفتوی"

۱۳۔ علی بن نایف الشحود کی "الخلاصة فی أحكام الفتوی"

ان کے علاوہ مختلف اہلِ علم نے اپنی فقہی تالیفات میں اس فن پر مستقل عنوان قائم کر کے اس پر روشنی ڈالی ہے، جن میں علامہ خیر الدین رملی کی "فتاوی خیر یہ"، علامہ سراج الدین اودی کی "فتاوی سراجیہ"، قاضی خان کی "فتاوی خانیہ"، علامہ حصکفی کی "در مختار" اور اس پر علامہ ابن عابدینؒ کا حاشیہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے، اور شیخ وہبہ الزحیلیؒ نے اپنی تازہ اور مایہ ناز تصنیف: "موسوعة الفقه الاسلامي والقضايا المعاصرة" کی جلد نمبر بارہ (۱۲) میں اس فن پر تفصیل کے ساتھ بہت عمدہ کلام کیا ہے، جو قابلِ مطالعہ ہے۔

جہاں تک اردو زبان کی بات ہے تو اس میں اس فن پر بہت کم قلم اُٹھایا گیا ہے، جیسے مولانا شہاب الدین سنبھلی کی "افتاء، احکام وآداب" اور مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری کی "آپ فتوی کیسے دیں؟" جس میں انہوں نے علامہ ابن

عابدینؒ کی کتاب "عقود رسم المفتی" کے اشعار کا ترجمہ اور مختصر تشریح کی ہے اور آخر میں کتاب میں مذکور شخصیتوں اور کتابوں کا مختصر انداز میں تعارف پیش کیا ہے۔

علامہ ابن عابدینؒ کی کتاب "شرح عقود رسم المفتی" کو خاص طور پر پاک وہند میں بڑا مقام اور اہمیت حاصل ہے، اسی لیے یہ کتاب کئی مدارس میں داخلِ نصاب ہے، جہالت کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں علم کا چراغ روشن کرنے والا ادارہ، جامعہ دارالعلوم کراچی کے تخصص فی الافتاء میں بھی افتاء کے اصول درساً پڑھائے جاتے ہیں، جامعہ دارالعلوم کراچی کے تخصص فی الافتاء (مفتی کورس) کی اہمیت وافادیت اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے، جس کی نگرانی موجودہ دور کی عبقری شخصیت شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی سرانجام دے رہے ہیں، حضرت شیخ الاسلام صاحب نے تفسیر وحدیث، فقہ ومعاشی مسائل، تصوف، سلوک واصلاح وغیرہ کے میدانوں میں آپ نے متعدد کتب اور رسائل تحریر فرمانے کے ساتھ ساتھ ہزارہا فتاوی، شریعت کورٹ وسپریم کورٹ کے عدالتی فیصلے بھی لکھے ہیں اور مفتیان کرام کی تربیت بھی کرتے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام صاحب مد ظلہم نے جامعہ دارالعلوم کراچی کے تخصص فی الافتاء کے طلبہ کو شرح عقود رسم المفتی کی تلخیص اور دوسری کتابوں سے فتوی کی حقیقت، تاریخ اور شرائط وآداب سے متعلق چند اہم فوائد املاء کروائے تھے، جو حضرت کی نظرِ ثانی کے بعد "اصول الافتاء وآدابہ" کے نام سے کتابی شکل میں منظر عام پر آکر اہلِ علم حضرات سے دادِ تحسین وصول کرچکی ہے۔

اس کتاب میں فن افتاء کی اہم مباحث مثلاً فتوی کی حقیقت وعظمت اور اس کے احکام وآداب، مختلف ادوار میں اسلاف کے فتوی دینے کے طریقے، فقہاء اور مسائلِ فقہ کے مراتب، افتاء کے قواعد، دوسرے مذہب پر فتوی دینا، تقلید وتلفیق، اجتہاد، عرف وعادت، علت وحکمت، ضرورت وحاجت، مقاصد شریعت وغیرہ پر مضبوط دلائل کی روشنی میں بحث کی گئی ہے۔

فقہاء حنفیہ کے ہاں معتبر اور غیر معتبر کتب فقہ

اس بحث کو تین نکات میں پیش کیا جائے گا:

۱- غیر معتبر کتب پہچاننے کے ضوابط

۲- معتبر کتابیں

۳- غیر معتبر کتابیں

۱- غیر معتبر کتب پہچاننے کے ضوابط:

پہلا ضابطہ:

وہ تمام کتب جن میں حد سے زیادہ اختصار ہو کہ مسئلہ سمجھنے میں خلل واقع ہو جائے۔

دوسرا ضابطہ:

کبار علماء و فقہاء اگر کسی کتاب کے بارے میں صراحت کے ساتھ کہہ دیں کہ یہ کتاب معتبر نہیں ہے۔ مثلاً علامہ شامی کے نزدیک علامہ کوہستانی کی کتب معتبر نہیں ہیں۔

تیسرا ضابطہ:

ایسی کتب جن کے مصنفین کے احوال و حالات معلوم نہ ہوں کہ وہ فقیہ تھے یا نہیں۔ مثلاً شرح کنز لملا مسکین۔

چوتھا ضابطہ:

ایسی کتب جن میں ضعیف، شاذ اور غیر مفتی بہ اقوال کو بھی جمع کیا گیا ہو۔ مثلاً القنیة والحاوی۔

پانچواں ضابطہ:

کتاب کا فقہ کے علاوہ کسی اور موضوع پر ہونا۔ ایسی کتاب بھی فتوی کے لیے غیر معتبر ہو گی۔ جیسے شروحات حدیث سے فتوی دینا۔

چھٹا ضابطہ:

مولف کی طرف اس کتاب کی نسبت مشکوک ہو۔ یعنی اس کتاب کی اس مولف کی طرف نسبت یقینی نہ ہو۔ جیسے کتاب المخارج والحیل، جس کی نسبت امام ابو یوسف کی طرف مشکوک ہے۔

۲- معتبر کتابیں:

معتبر کتب کی چار قسمیں ہیں:

الف- ظاہر الروایۃ (کتب اصول)

ب- متون معتمدہ

ج- شروحات

د- فتاویٰ معتمدہ

الف- ظاہر الروایۃ (کتب اصول)

یہ امام محمد کی چھ کتابیں ہیں:

۱. المبسوط

۲. الجامع الصغير

۳. الجامع الكبير

۴. السير الصغير

۵. السير الكبير

۶. الزيادات

ان چھ کتب کو علامہ حاکم شہید نے الکافي میں جمع کر دیا تھا، جس کی شرح المبسوط للسرخسي چھپ چکی ہے۔

ان کے بارے میں تین نکات سمجھنا ضروری ہیں:

۱_ فقہاء احناف متقدمین و متأخرین کا اجماع ہے کہ کتب ظاہر الروایۃ فقہ حنفی کے لیے اساس کی حیثیت رکھتی ہیں، ان پر ہی فتویٰ دیا جائے گا، اگرچہ اس کے مفتی بہ قول کی وضاحت نہ کی گئی ہو۔

۲_ ان کتب میں اگر ایک مسئلہ میں متعدد اقوال ہوں، تو جس قول کو متأخرین اصحاب ترجیح نے ترجیح دی ہو گی، اس کو اختیار کیا جائے گا۔

۳_ متأخرین اصحاب ترجیح و تخریج نے اگر کسی ایسی روایات کو ترجیح دی جو ظاہر الروایۃ میں نہ ہو، کتب نوادر میں ہو یا متون یا فتاوی میں تو فتویٰ اسی دیا جائے گا اگرچہ وہ ظاہر الروایۃ کے خلاف ہو۔

ب- متون معتمدہ

ایسی مختصر کتب جن کو ماہر فقہاء نے لکھا ہو اور ان کو اعتماد اور شہرت حاصل ہو چکی ہو اور ان کے مصنفین راجح اور قوی اقوال ہی نقل کرتے ہوں۔

علماء کے نزدیک قبولیت اور عدم قبولیت کے اعتبار سے متون معتمدہ مختلف زمانے میں مختلف رہے ہیں۔ علامہ ابن عابدین شامی کے نزدیک متون معتمدہ یہ ہیں:

- بداية المبتدي
- مختصر القدوري
- المختار
- النقاية
- الوقاية
- كنز الدقائق
- ملتقى الأبحر

متون کے بارے میں چند نکات:

۱_ متون معتمدہ کے اندر وہ روایات ہوتی ہیں جو اصل مذہب اور ظاہر الروایہ کے مسائل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ 'حکم کلی' نہیں ہے 'حکم اکثری' ہے۔ بعض متون میں غیر راجح اقوال بھی نقل کئے گیے ہیں۔

۲_ متون کے اندر اگر کوئی مسئلہ ہے تو وہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی تصحیح ہو چکی ہے۔ اس کو فقہاء 'تصحیح التزامی' کہتے ہیں۔ لیکن اگر متاخرین میں اصحاب ترجیح نے متون سے ہٹ کر شروحات یا فتاوی کے کسی مسئلے پر فتوی دیا ہے تو پھر اس کے مطابق فتوی دیں گے، متون پر فتوی نہیں دیں گے، کیونکہ متون کے اندر مسئلہ کی تصحیح التزامی ہوتی ہے اور اس کے خلاف کسی دوسرے قول کو اگر صراحت کے ساتھ ترجیح دیدیں تو یہ ترجیح صریح ہے اور ترجیح الصریح، ترجیح التزامی پر مقدم ہوتی ہے۔

۳_ ترتیب یہ ہے کہ سب سے پہلے ظاہر الروایہ پر، پھر متون پر پھر شروحات کے مطابق فتوی دیا جائے گا۔ اگر شروحات اور متون کے اندر تعارض ہو جائے تو متون کو مقدم سمجھا جائے گا۔ البتہ اگر اصحاب ترجیح نے شروحات کے مسئلہ کو ترجیح دی ہو تو اس کے مطابق فتوی دیا جائے گا۔

ج- شروحات

ایسی کتابیں میں جو کسی متن یا فقہ کی کسی اور کتاب کی تشریح اور وضاحت میں لکھی گئی ہو۔ جیسے:

- المبسوط شرح الكافي، شمس الأئمة السرخسي
- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع شرح تحفة الفقهاء، الكاساني
- الهداية في شرح بداية المبتدي، المرغيناني
- الاختيار لتعليل المختار، الموصلي
- شرح الوقاية، المحبوبي
- تبيين الحقائق شرح كتر الدقائق، الزيلعي
- العناية شرح الهداية، البابرتي
- جامع الفصولين
- فتح القدير شرح الهداية، ابن همام
- درر الحكام شرح غرر الحكام، ملا خسرو
- البحر الرائق شرح كتر الدقائق، ابن نجيم المصري
- مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، أفندي
- رد المحتار على الدر المختار، ابن عابدين
- عمدة الرعاية شرح الوقاية، لكهنوي
- حاشية منحة الخالق على البحر الرائق، ابن عابدين
- حاشية الشِّلْبِيِّ على تبيين الحقائق

د- فتاویٰ معتمدہ

وہ کتب جن کے مسائل میں متأخرین نے اصحاب مذہب سے کوئی وضاحت نہ پائی تو ان کے اصول کی روشنی میں قرآن و سنت سے ان مسائل کے جوابات مستنبط کیے یا اصحابِ مذہب کے نظائر پر قیاس کرتے ہوئے مسائل مستنبط کیے۔ جیسے:

- الفتاوى الولوالجية
- الفتاوى السراجية
- الفتاوى الخانية

- المحیط البرهاني
- الفتاوی الطرطوسي
- الفتاوی التاتارخانية
- الفتاوی البزازية
- الفتاوی القاسمية
- الفتاوی الخيرية
- الفتاوی الهندية
- تنقيح الفتاوی الحامدية

۳۔ غیر معتبر کتب

- خلاصة الكيداني
- القنية
- الحاوي
- المجتبی شرح القدوري
- جامع الرموز للقهستانی
- السراج الوهاج
- كنز العباد
- خزانية الروايات
- الفتاوی ابراهيم ساهي
- الفتاوی صوفية
- الفتاوی ابن نجيم، الفتاوی الزينية
- الدر المختار (اختصار کی وجہ سے)
- الاشباه والنظائر

تالیفاتِ فقہ حنفی

فقہ حنفی کی تالیفات کو مختلف کٹیگریز اور حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہم ان کو سات حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:

۱. اصول
۲. متون و مختصرات
۳. منظومات
۴. شروحات، حواشی، تعلیقات
۵. کتب الخلاف
۶. فتاوی
۷. مؤلفات خاصہ

۱۔ اصول:

اس سے امام محمدؒ کی چھ کتابیں مراد ہیں جو فقہ حنفی کی بنیادیں ہیں۔ ان کتابوں کے مسائل کو ظاہر الروایہ بھی کہتے ہیں۔ وہ چھ کتابیں یہ ہیں:

١-كتاب الأصل (المبسوط للشیبانی)
٢-الجامع الصغير
٣-الجامع الكبير
٤-السير الصغير
٥-السير الكبير
٦-الزيادات

۲۔ متون و مختصرات:

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں مختصر الفاظ کے اندر وسیع معانی کو سمونے کی کوشش کی گئی ہے۔ ان میں کچھ بہت ہی مختصر، کچھ متوسط اور کچھ میں تھوڑی تفصیل بھی ہے۔ ان کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

۱۔متقدمین کی متون:

- كتاب الكافي، للحاكم
- مختصر الكرخي
- مختصر الطحاوي
- مختصر القدوري

۲۔متاخرین کی متون:

- كتر الدقائق، نسفى
- وقاية الرواية فى مسائل الهداية، محبوبي
- المختار للفتوى، موصلي
- مجمع البحرين وملتقى النيرين، ابن ساعاتي
- النقاية (مختصر الوقاية) محبوبي

۳۔جامع متون:

- بداية المبتدي، للمرغيناني
- تحفة الفقهاء، علاء الدين سمرقندي
- الفقه النافع، ابو القاسم سمرقندي
- ملتقى الأبحر، حلبي
- عيون المذاهب، كاكي

۴۔متون جدیدہ:

- غرر الحكام، ملاخسرو
- تنوير الابصار، تمرتاشي
- الاصلاح، كمال پاشا
- مواهب الرحمن فى مذهب ابي حنيفة النعمان، طرابلسي
- مخزن الفقه، اماسي

- مجلة الأحكام العدلية
- الفقه الحنفي وأدلته
- الفقه الحنفي الميسر، زحيلي
- الفقه الميسر، ندوي

۵۔متون صغیرہ:

- زاد الفقير، ابن الهمام
- منية المصلى، كاشغري
- نور الايضاح، شرنبلالي

۳۔منظومات:

یہ وہ کتابیں ہیں جن میں فقہاء حنفیہ نے منظوم کلام میں فقہ مسائل بیان کیے ہیں:

- منظومة كنز الدقائق، مقدسي
- منظومة الخلافيات، نجم الدين نسفي
- لمعة البدر، فراهي
- مستحسن الطرائق، ابن فصيح
- قيد الشرائد ونظم الفرائد، ابن وهبان
- در المهتدي وذخر المقتدي، هاملي
- الفرائد السنية، كواكبي
- خلاصة التنوير وذخيرة المحتاج والفقير، محاسني
- تحفة الطلاب، ابوبكر الملا
- الفتاوى النظم، ابن حمزة
- حميد الآثار فى نظم تنور الأبصار، جعفري

۴۔ شروحات، حواشی، تعلیقات:

اس کے تحت ان کتابوں کے نام مذکور ہیں جو کسی دوسری کتاب (متن، یا منظوم) کی شرح ہے یا اس پر حاشیہ اور تعلیق وغیرہ:

- شرح الجامع الصغير، بزدوي
- شرح السير الكبير،سرخسي
- شرح الجامع الصغير،سمرقندي
- شرح الجامع الصغير،كردري
- شرح الجامع الصغير،صدر الشهيد
- شرح الجامع الصغير،عتابي
- شرح الزيادات، عتابي
- شرح الجامع الصغير، قاضى خان
- شرح الزيادات، قاضي خان
- شرح الجامع الصغير، حسام الدين رازي
- الوجيز شرح الجامع الكبير،حصيري
- التحرير فى شرح الجامع الكبير،حصيري
- التيسير بمعانى الجامع الكبير،خلاطي
- النافع الكبير لمن يطالع الجامع الصغير، لكهنوي
- المبسوط شرح الكافى، سرخسي
- شرح مختصر الطحاوي، جصاص
- شرح مختصر الطحاوي، اسبيجابي
- بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع، شرح تحفة الفقهاء،كاساني
- الهداية شرح بداية المبتدي، مرغيناني
- خلاصة الدلائل وتنقيح المسائل، حسام الدين رازي

- كتاب النافع فى فوائد النافع، رامشي
- الاختيار لتعليل المختار، الموصلي
- المستصفىٰ من المستوفى، حافظ الدين نسفي
- تبيين الحقائق، زيلعي
- شرح الوقاية ،محبوبي
- غاية البيان، اتقاني
- المنبع شرح المجمع، عينتابي
- عقد القلائد فى حل قيد الشرائد، ابن وهبان
- كتاب الينابيع فى معرفة الأصول والتفاريع، رومي
- العناية شرح الهداية، بابرتي
- الجوهرة النيرة شرح القدوري، حداد
- شرح النقاية مختصر الوقاية، رومي
- شرح الوقاية، ابن ملک
- السعاية فى شرح الوقاية، لکهنوی
- عمدة الرعاية شرح الوقاية، لکهنوی
- البناية فى شرح الهداية، عيني
- رمز الحقائق فى شرح كنز الدقائق، عيني
- فتح القدير شرح الهداية، ابن همام
- نتائج الافكار فى كشف الرموز والاسرار، قاضی زادة
- درر الحكام شرح غرر الحكام، ملا خسرو
- ذخيرة العقبىٰ، توقاني
- مستخلص الحقائق، قاري
- تفصيل عقد القلائد بتكميل قيد الشرائد، ابن شحنة

- البرهان شرح مواهب الرحمن فى مذهب ابي حنيفة النعمان، طرابلسي
- شرح مختصر الوقاية، برجندي
- فتح باب العناية فى شرح مختصر الوقاية، ملا على قاري
- جامع الرموز ، قهستانى
- البحر الرائق شرح كنز الدقائق، ابن نجيم، وتكملة ، للطوري
- مجرى الأنهر على ملتقى الابحر،باقاني
- مجمع الأنهر شرح ملتقى الابحر، افندي
- الدر المنتقى، حصكفي
- الايضاح شرح الاصلاح، كمال پاشا
- مراقي الفلاح شرح نور الايضاح، شرنبلالي
- منح الغفار لشرح تنوير الابصار، تمرتاشي
- النهر الفائق شرح كنز الدقائق، ابن نجيم الصغير
- تيسير المقاصد شرح نظم الفرائد، شرنبلالي
- رمز الحقائق شرح كنز الدقائق، مقدسي
- الدر المختار شرح تنوير الابصار،حصكفي
- كشف الرمز عن خبايا الكنز، حموي
- قرة عيون الاخيار تكملة رد المحتار، محمد علاء الدين
- اللباب فى شرح الكتاب، شرح قدوري، ميدانى
- تسهيل القدوري، برني
- حاشية الشرنبلالي على غرر الحكام، شرنبلالي
- حاشية الطحطاوي على الدر المختار، طحطاوي
- حاشية الحلبي على الدر المختار، حلبي
- حاشية السندي على الدر المختار، عابد السندي

- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، طحطاوي
- حاشية ابن عابدين على الدرالمختار، ابن عابدين شامي
- حاشية على الهداية، خيازى
- حاشية الشلبي على تبيين الحقائق، ابن يونس شلبي
- منحة الخالق، حاشية ابن عابدين على البحر

۵۔ کتب الخلاف:

وہ کتابیں جن میں اصلاوہ مسائل بیان کیے گئے ہیں جن میں فقہاء کا اختلاف ہیں، دیگر مسائل کو تبعااور ضمنا بیان کیا گیاہے:

- مختصر اختلاف العلماء، جصاص
- الاسرار، ابوزيد دبوسي
- رؤوس المسائل، زمخشري
- طريقة الخلاف، اسمندي
- حقائق المنظومة، افشنجي
- اللباب فى الجمع بين السنة والكتاب، منبجي
- المصفىٰ، حافظ الدين نسفي
- زبدة الاحكام فى اختلاف الائمة الاعلام، غزنوي
- التجريد،مرغيناني
- التجنيس والمزيد، مرغيناني

٦۔ فتاوی:

- خلاصة الفتاوى، بخاري
- فتاوى قاضي خان
- قنية المنية، زاهدي
- الفتاوى التاتارخانية، اندربتي

- جامع الفتاوی، حميدي
- مهمات المفتي، ابن كمال پاشا
- الفتاوی الزينية، ابن نجيم
- الفتاوی العدلية، آيدينی
- الفتاوی البزازية، كردي
- الفتاوی الولواجية، ولواجي
- الفتاوی السراجية، اوشي
- جامع الفصولين، سماوة
- فتاوی مهدوية، مهدي
- فتاوی التمرتاشي
- معين المفتي على جواب المستفتي، تمرتاشي
- الفتاوی الخيرية، رملي
- الفتاوی الانقروية، انقروي
- الفتاوی الهندية،لجنة العلماء
- العقود الدرية فی تنقيح الفتاوی الحامدية، ابن عابدين
- كتاب النوازل، ابو الليث سمرقندي
- مختارات النوازل، مرغيناني
- محيط البرهاني، برهان الدين سنبهلی
- النتف في الفتاوی، سعدي
- الحاوي القدسي، غزني

۷۔ مؤلفات خاصہ:

ان سے وہ کتابیں مراد ہیں جو کسی خاص موضوع یا تمام ابواب کے بجائے چند موضوعات پر مشتمل ہیں:

- كتاب الخراج، ابو يوسف

- الرد علی سیر الاوزاعي، ابویوسف
- اختلاف ابي حنیفة و ابن ابي لیلی، ابویوسف
- الحجة علی أهل المدینة، شیبانی
- الکسب،شیباني
- أصول العلاقات الدولیة، شیباني
- کتاب الشروط الصغیر، طحاوي
- شرح کتاب النفقات، صدر الدین شهید
- جامع احکام الصغار،استروشني
- کتاب الفصول،استروشني
- تحفة الملوك،رازي
- منیة المصلي وغنیة المبتدي،کاشغري
- نصاب الاحتساب،سنامي
- منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک، عیني
- موجبات الاحکام وواقعات الایام،ابن قطلوبغا
- الاسعاف فی احکام الاوقاف، طرابلسی
- غنیة المتملی فی شرح منیة المصلی،حلبی
- مختصر غنیة المتملی،حلبی
- مسعفة الحکام علی الاحکام، تمرتاشی
- مجمع الضمانات، بغدادی
- هدیة ابن العماد لعباد العباد،عمادی
- فقه الملوک ومفتاح الرتاج المرصد علی خزانة کتاب الخراج،رحبی
- خلاصه الکیدانی

اصطلاحاتِ فقہ حنفی کی اہم کتابیں

فقہی اصطلاحات کی تعریفات اور توضیحات پر کئی کتابیں لکھی جاچکی ہیں۔کچھ کتابیں عام اور فقہ مقارن کی اصطلاحات پر مشتمل ہیں اور کچھ کتابیں کسی خاص فقہی مسلک کی فقہی اصطلاحات کے لیے لکھی گئی ہیں۔ فقہ حنفی کی اصطلاحات پر مشتمل چار اہم کتب مندرجہ ذیل ہیں:

١-طِلبة الطلبة:

اس کے مصنف شیخ نجم الدین،ابو حفص، عمر بن محمد نسفیؒ (٤٦١ھ،٥٣٧ھ)ہیں۔آپؒ نے یہ کتاب فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی ہے۔

٢-المُغرِب فی ترتیب المُعرب:

اس کے مصنف شیخ ابو الفتح، برہان الدین، مطرزی،ناصر بن عبد السید خوارزمیؒ (٥٣٨ھ،٦١٠ھ) ہیں۔ یہ کتاب حروف معجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہے اور اس میں ایسی اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے جو عموما فقہ حنفی کی کتب (جیسے الجامع الصغیر،الزیادات، مختصر الکرخی، قدوری اور المنتقی وغیرہ) کے مطالعہ کے دوران سامنے آتی ہیں۔

٣-اَنیس الفقہاء فی تعریفات الألفاظ المتداولة بین الفقہاء:

شیخ قاسم بن عبد اللہ الرومی،القونویؒ (٩٧٨ھ) کی لکھی ہوئی ہے۔یہ کتاب بھی فقہی ابواب کی ترتیب پر لکھی گئی ہے اور اس میں اختلافی مسائل میں دیگر ائمہ کی آراء کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

٤-رسالة ابن نجیم فی حدود:

شیخ ابن نجیم،زین الدین بن ابراہیم بن محمد (٩٧٠ھ) کا رسالہ ہے۔یہ رسالہ آپ کے رسائل "رسائل ابن نجیم"میں شامل ہے جس میں فقہی اصطلاحات کی وضاحت کی گئی ہے۔

فقہ مقارن کی کتابیں

جن کتب میں فقہی مسائل کے اندر مختلف مسالک و مکاتبِ فکر کی آراء کو جمع کیا جاتا اور ان میں تقابلی مطالعہ کیا جاتا ہے ان کو ''فقہ مقارن'' کہتے ہیں۔ پہلے پہل اس کے لیے ''علم الخلاف'' کی اصطلاح استعمال ہوتی تھی۔ اگرچہ ہر مسلک کی تحقیق کو اس کے بنیادی کتب سے براہ راست لینا چاہیے، لیکن اس قسم کی کتب سے انسان کو جلد اور آسانی کے ساتھ مختلف مسالک کی تحقیقات واقفیت حاصل ہو جاتی ہے۔

اس قسم کی کتابوں میں عموماً اختلافی فقہی مسائل سے بحث ہوتی ہے اور صورتِ مسئلہ، مختلف ائمہ و مجتہدین کی آراء، دلائل، محلِ نزاع کی تحلیل، منشاءِ اختلاف، مناقشہ اور راجح کی تعیین جیسی ابحاث کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

فقہ مقارن پر مبنی کتب میں درج ذیل پانچ کتابیں زیادہ اہم اور دوسری کتب سے مستغنی کر دینے والی ہیں:

۱۔بداية المجتهد، ابن رشد قرطبی

۲۔المدونة الكبرى، امام مالک

۳۔المغنی، ابن قدامة

۴۔الفقه الاسلامی وادلته، شیخ وهبة زحیلی

۵۔الفقه على المذاهب الأربعة، عبد الرحمن جزيری

ان کے علاوہ جن کتب میں ائمہ اربعہ کے مسائل، ان کے دلائل اور ترجیح راجح کی بحث موجود ہے وہ درج ذیل ہیں:

- اختلاف الفقهاء؛ لابن جرير الطبری
- اختلاف الفقهاء؛ لأبي جعفر الطحاوی
- الأوسط في السنن لابن المنذر
- تأسيس النظر؛ للدبوسي الحنفی
- اختلاف العلماء؛ للإمام محمد بن نصر المروزی
- التجريد؛ للقدوري الحنَفی

- الخلافيات؛ للبيهقى الشافعى
- الوسائل فى فروق المسائل؛ لابن جماعة الشافعى
- مختصر الكفاية؛ للعبدرى الشافعى
- حلية العلماء فى اختلاف الفقهاء؛ لأبى بكر محمد بن أحمد الشاشى الشافعى
- الإشراف على مذاهب الأشراف؛ للوزير ابن هبيرة الحنبلى
- اختلاف الفقهاء؛ لمحمد بن محمد الباهلى الشافعى
- بدائع الصنائع؛ للكاسانى الحنفى
- الحاوي؛ للماوردى
- المحلى؛ لابن حزم الظاهرى
- البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الأمصار؛ لأحمد بن يحيى المرتضى
- مختصر اختلاف العلماء؛ للرازى
- القوانين الفقهية؛ لابن جزى
- الموسوعة الفقهية الكويتية، وزارة الاوقاف الكويت
- موسوعة الفقه الاسلامى، وزارة الاوقاف المصرية
- الفقه الإسلامي المقارن؛ للأستاذ الدرينى
- محاضرات في الفقه المقارن؛ للأستاذ البوطى
- الفقه المقارن؛ للأستاذ محمد رأفت ورفاقه
- بحوث في الفقه المقارن؛ للأستاذ محمود أبو ليل والأستاذ ماجد أبو رخية
- مسائل فى الفقه المقارن، استاذ هاشم حجيل عبد الله

افتاء میں ”ردالمحتار“ کی اہمیت

افتاء کے کام میں سب سے زیادہ اہمیت ”ردالمحتار“ کی ہے جو علامہ حصکفیؒ کی کتاب "در مختار" پر علامہ شامیؒ کا لکھا ہوا حاشیہ ہے۔ جس طرح اس کتاب کا متن، اس کی شرح تمام کتبِ فقہ میں امتیازی مقام رکھتا ہے، اسی طرح اس کا حاشیہ بھی تمام حواشی میں سب سے بہتر اور جامع ہے۔

مفتی ابولبابہ شاہ منصور صاحب دامت برکاتہم نے ”ردالمحتار“ کی اہمیت کی چند وجوہات بیان کی ہیں، جن کا خلاصہ طالبِ علم ساتھیوں کے سامنے رکھنا اہم ہے۔

اہمیت کی وجوہات:

اس حاشیہ کی اہمیت کی وجوہات درج ذیل ہیں:

۱۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ علامہ شامیؒ دوسرے مصنفین سے متاخر ہیں، انہوں نے پچھلے تمام فقہاء کی کتابوں کو سامنے رکھ کر یہ کتاب تصنیف کی ہے، لہذا اس کتاب میں فقہاء امت کی بارہ صدیوں کی محنت اور تحقیقات کا نچوڑ آگیا ہے۔

۲۔ دوسری وجہ اس کتاب کا مستند ہونا ہے۔ مصنف نے کوئی بات نقل کرتے وقت صرف نقل پر اعتماد نہیں کیا، بلکہ نقل کے ساتھ اس بات کا خوب التزام کیا ہے کہ کس قول کا قائلِ اول کون تھے اور اس قائل کی اپنی اصلی عبارت کیا ہے؟ کیونکہ کبھی ناقلِ اول سے غلطی ہو جاتی ہے، بعد والے حضرات کو علم نہیں ہوتا اور وہ ناقلِ اول پر اعتماد کرتے چلے جاتے ہیں اور یوں وہ غلطی صدیوں تک چلی آتی ہے۔ اس کی کچھ مثالیں علامہ شامیؒ نے ”شرح عقود رسم المفتی“ میں بیان کی ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ یہ کتان نہایت جامع ہے۔ علامہ شامیؒ کی عادت یہ ہے کہ سابقہ تمام اقوال و مباحث کو سامنے رکھ کر تطبیق یا ترجیح کی صورت بیان فرماتے ہیں۔ اگرچہ متقدمین کی کتابیں رسوخ فی العلم میں بہت بڑھ کر ہیں، لیکن مفتی کے لیے ”ردالمحتار“ سے استغناء نہیں ہے۔

دوسری کتبِ فقہ سے فتوی دینے کے لیے بہت سی کتب کو دیکھنا پڑتا ہے، کیونکہ ترجیح میں اختلاف ہو سکتا ہے یا کوئی قول مطلقا ذکر ہوتا ہے، جس کے اندر اہم قید ہوتی ہے اور وہ قید کسی دوسرے فقیہ نے ذکر کی ہوتی ہے۔ لیکن ”رد

المحتار'' کا مطالعہ کرنے والا اتنی محنت سے بے نیاز ہو جاتا ہے اور غلطی کا امکان بھی کم سے کم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے یہ کتاب آج تک اہلِ فتوی حضرات کے لیے مرجع ہے۔

۴۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ شامیؒ نے نہایت احتیاط سے کام لیا ہے، ان سے افراط و تفریط نہیں دیکھا گیا۔ مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں:

''علامہ ابن عابدین شامیؒ انتہائی وسیع المطالعہ ہونے کے باوجود اس قدر تقوی شعار اور محتاط بزرگ ہیں کہ عام طور سے اپنی ذمہ داری پر کوئی مسئلہ بیان نہیں کرتے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا ہے اپنے سے پہلے کی کتابوں میں کسی نہ کسی کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں۔ اگر ان اقوال میں بظاہر تعارض ہو تو ان کو رفع کرنے کے لیے بھی حتی الامکان کسی دوسرے فقیہ کے قول کا سہارا لیتے ہیں اور جب تک بالکل مجبوری نہ ہو جائے خود اپنی رائے ظاہر نہیں فرماتے۔ اور جہاں ظاہر فرماتے ہیں وہاں بالعموم آخر میں ''تامل یا تدبر'' کہہ کر خود بری ہو جاتے ہیں اور ذمہ داری پڑھنے والے پر ڈال دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات الجھے ہوئے مسائل میں ہم جیسے لوگوں کو ان کی کتاب سے مکمل شفاء نہیں ہو پاتی۔ لیکن یہ طریقہ ''رد المحتار'' میں رہا ہے، مگر چونکہ علامہ شامیؒ نے ''البحر الرائق'' کا حاشیہ ''منحۃ الخالق'' اور ''تنقیح الحامدیہ'' بعد میں لکھا ہے، اس لیے ان کتابوں میں مسائل زیادہ منقح انداز میں آئے ہیں، جنہیں پڑھ کر فیصلہ کن بات معلوم ہو جاتی ہے۔'' (البلاغ مفتی اعظم نمبر)

کتاب سے استفادہ کا طریقہ:

۱۔ سب سے پہلے مسئلہ کے مظان متوقعہ متعین کریں، یعنی یہ مسئلہ کس کتاب اور کس باب سے تعلق رکھتا ہے؟ صلوۃ سے، یا زکوۃ سے یا بیوع سے یا حظر و اباحت وغیرہ سے۔

۲۔ اس کے بعد پہلے فہرست میں دیکھیں، کیونکہ شامیہ کی فہرست میں اہم مسائل پر باقاعدہ "مطالب" کے نام سے عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔ ممکن ہے مسئلہ کسی مطلب کے تحت بعینہ مل جائے۔

۳۔ اگر مطالب میں مسئلہ نہ ملے تو متعلقہ کتاب، باب یا فصل کا متن دیکھیں۔ وہاں اگر صراحت سے نہ ملے تو متن کے کسی مسئلہ سے مناسبت ہو تو اس کی شرح دیکھیں اور پھر حاشیہ بھی دیکھ لیں۔

۴۔ اگر ان مقامات پر بھی مسئلہ نہ ملے تو تقریباً ہر باب کے آخر میں "فروع" کے عنوان سے اہم متفرق مسائل ہوتے ہیں، ان میں دیکھیں۔ اس کے بعد اشعار ہوتے ہیں، یہ بھی اہم مسائل پر مشتمل ہوتے ہیں، ان کا حاشیہ دیکھیں۔

۵۔اگر پھر بھی مسئلہ نہ ملے تو "کتاب الفرائض" سے پہلے "مسائل شتی" کے عنوان کے تحت ہر باب کے رہ جانے والے مسائل کو ذکر کیا گیا ہے،ان میں تلاش کریں۔ پھر بھی نہ ملے تو جہد مسلسل جاری رکھیں اور سابقہ ترتیب کا اعادہ کریں۔

جب بھی مسئلہ مل جائے تو سیاق وسباق کی روشنی میں مسئلہ کی مکمل بحث پڑھنا ضروری ہے،یعنی متن،شرح اور حاشیہ۔بلکہ جہاں بحث ختم ہو رہی ہو،اس سے بھی تھوڑا آگے تک دیکھیں،کیونکہ بسااوقات قیود اور ترجیح وغیرہ آخر میں بیان ہوتی ہے۔اگر مصنف نے "کما سیجیء" لکھا ہو یا "کماذکرنا" وغیرہ لکھا ہو تو اس مقام کو تلاش کر کے ضرور دیکھیں۔

حلال وحرام پر تحقیق کے سورسز

فوڈز، میڈیسن یادیگر اشیاء کی حلت وحرمت معلوم کرنے کے لیے تکنیکی اور شرعی معلومات کا ہونا ضروری ہے۔ذیل میں دونوں قسم کی معلومات کے اہم سورسز جمع کیے گئے ہیں:

ا.....تکنیکی معلومات(Technical Information)

انٹرنیٹ پر ایسے کئی ویب سائٹ ہیں جن پر مختلف اشیاء کی تکنیکی معلومات دی گئی ہیں, جن میں سے اہم ویب سائٹ یہ ہیں:

- فوڈ آئٹمز(Food Items)کے لیے:

http://www.food-info.net/uk/index.htm

- کاسمیٹکس (Cosmetics)کے لیے:

http://www.cosmeticobs.com/ingredients

/http://cosmeticsinfo.org

- میڈیسن (Medicine)کے لیے:

/http://www.nlm.nih.gov

- متفرق اشیاء کی معلومات کے لیے:

/http://www.fda.gov

/http://www.britannica.com

/http://www.vrg.org/ingredients

/https://www.google.com.pk

https://en.wikipedia.org/wiki/Main_Page

۲.....شرعی معلومات وراہنمائی کے لیے مندرجہ ذیل ویب سائٹس اہم ہیں:

- /http://www.askimam.org

- /http://www.foodguide.org.uk
- /http://www.islamweb.net
- /http://muslimconsumergroup.com
- https://www.daruliftaa.com/node/6688
- /http://www.sanha.org.pk

تخصص فی الافتاء کے دوستوں کے لیے چند گزارشات

حضرت مولانا شیخ ابوالحسن علی ندویؒ علوم دینیہ کے طلبہ کو فرماتے تھے کہ کامیابی کے لیے دو چیزیں بنیادی ہیں، اگر آپ اپنے اندر یہ دو چیزیں پیدا کرلیں گے تو اس دور میں بھی آپ کے قدر دان پیدا ہو سکتے ہیں:

۱۔اخلاص:

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے حسن نیت کے ساتھ علمِ دین حاصل کرنا۔

۲۔اختصاص:

یعنی کسی فن میں مہارت اور بصیرت پیدا کرنا۔

ہم اپنے اکابر اور اساتذہ سے سنتے چلے آرہے ہیں کہ دورہ حدیث کے بعد خود کو کافی وشافی سمجھ کر تحصیلِ علم (خواہ دینی ہو یا عصری) سے خود کو مستغنی سمجھنا بے وقوفی ہے، اور کسی فن میں تخصص کرکے مہارت پیدا کرنا ضروری ہے۔

یوں تو آج کل کئی علوم و فنون میں تخصصات کرائے جاتے ہیں، لیکن زیادہ مشہور "تخصص فی الافتاء" یا "تخصص فی الفقہ" ہے۔ ہم اپنے دوستوں کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آپ کی دلچسپی ہے تو تخصص فی الافتاء ضرور کریں، اگرچہ بعض احباب کی رائے یہ ہے کہ کمزور استعداد والے طلبہ کو یہ تخصص نہیں کرنا چاہیے، لیکن ہم ایسا نہیں سمجھتے، کیونکہ جو ساتھی دورہ حدیث کرچکا ہو، اس میں کم از کم اتنی صلاحیت ضرور ہوتی ہے کہ وہ شعبہ افتاء اور اپنی فقہی استعداد میں اضافہ کرے اور اگر زیادہ فقہی تحقیقات کے لائق نہ بھی ہو تو انشاءاللہ کم از کم عوام کے روزمرہ دینی مسائل کو حل کرنے کے اہل ضرور ہوں گے۔

ہم خود ایک عرصے سے اس شعبہ کے ساتھ منسلک ہیں، اس لیے ہم نے اپنے اساتذہ سے جو کچھ سیکھا اور جو تھوڑا بہت تجربہ ہے، اس کی روشنی میں تخصص فی الافتاء کے طلبہ کے لیے چند گزارشات پیش کرنا مقصود ہے۔

تخصص فی الافتاء میں تین بنیادی چیزیں شامل ہوتی ہیں:

۱۔ تمرینِ افتاء

۲۔ مطالعہ

۳۔ تدریس

اسی ترتیب کے ساتھ یہ تینوں چیزیں ایک دوسرے سے زیادہ اہم ہیں، چنانچہ سب سے اہم چیز تمرینِ افتاء ہے،اس کے بعد مطالعہ اور پھر تدریس۔

۱۔ تمرین افتاء:

تمرینِ افتاء پر سب سے زیادہ توجہ دینا ضروری ہے، لیکن اس سے پہلے اصولِ افتاء،آداب فتوی نویسی (زبان،اسلوب،املاءاور رموز واو قاف وغیرہ)اور تخریج (یاعارضی تمرین)نہایت ضروری ہے۔

اصولِ افتاءاور آداب فتوی نویسی عموماً اساتذہ پڑھاتے ہیں،اس لیے انہیں سمجھ کر ان کی مشق کریں۔ جہاں تک تخریج کی بات ہے تو تمرینِ افتاء سے پہلے کچھ عرصے تک کچھ اصولی اور فروعی سوالات کے جوابات مقالہ نگاری کے اصولوں کے تحت لکھے، قواعدِ افتاء کے التزام کے ساتھ جواب میں مذکور اَعلام اور فقہی کتب کا مختصر تعارف اور حاشیہ نگاری کے جدید طریقے کاالتزام کیاجائے۔

یا تخریج کے بجائے کسی مشکل فتاوی (مثلاً امداد الفتاوی) کے چند منتخب سوالات اور جوابات کو طلبہ سے اپنے الفاظ میں لکھوایاجائے اور ہر جواب کے لیے کم از کم پانچ مراجع اصلیہ مع عربی عبارات دیے جائیں۔ لیکن عارضی تمرین کے ساتھ چند تفاسیر ،احادیث کی کتب،اصولِ فقہ اور فقہ کی کتب کا مختصر تعارف بھی لکھوایاجائے۔

ہر ساتھی اپنے پاس ایک ہفتہ واری جدول تیار کریں، جس میں ہر ہفتہ کے آخر میں مکمل شدہ اور زیرِ تکمیل فتاوی کے عنوانات درج کرے۔

۲۔ مطالعہ:

تمرینِ افتاء کے بعد طالبِ علم کے کرنے کا کام مطالعہ ہے۔ کچھ دوست شروع میں مطالعہ کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن رفتہ رفتہ مطالعہ چھوڑ کر صرف تمرین کی طرف ساری توجہ دیناشروع کردیتے ہیں، حالانکہ تمرین کی کامیابی کا دارومدار وسعتِ مطالعہ پر ہے، لہذا نصابی کتب کے مطالعہ کا آخر تک التزام کرناضروری ہے۔

ہر کتاب کو یومیہ وقت دیں اور مطالعہ کے لیے ایک بیاض یا ''کشف المطالعہ'' ہر وقت اپنے پاس رکھیں۔ بیاض (کشف المطالعہ) میں ہر کتاب کے لیے الگ جگہ مختص کریں اور دوران مطالعہ اہم نوٹس وہاں درج کیا کریں۔ مثلاً ہر کتاب کے لیے درج ذیل چیزوں کو خاص کریں اور ہر عنوان کے تحت اس سے متعلقہ امور یا کم از کم سمجھ میں آنے والا اشارہ لکھ دیا کریں:

کتاب کانام--------------------باب---------------------جلد

۱۔ قواعدِ اصولیہ:

۲۔ قواعد وضوابط فقہیہ:

۳۔ فروق فقہیہ (یعنی جن ملتے جلتے مسائل کا حکم الگ ہو، ان کی وجہ اور فرق)

۴۔ مسائل مفرعہ مہمہ:

۵۔ فوائدِ متفرقہ:

۳۔تدریس:

تدریس کو آخر میں رکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اہم نہیں ہے، بلکہ یہ اس لیے کہ اس میں طلبہ کے کرنے کا کام کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے جتنی کتب ہم پڑھتے آئے ہیں، اُن کا محض سمجھ لینا کافی تھا، لیکن تخصص میں سمجھنے سے بھی ایک قدم آگے جانا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر سبق کی عملی مشق اور ممارست کی جائے۔ اگر میراث، فلکیات یا اصولِ افتاء کا سبق ہو تو اس کے اصولوں کی عملی مشق، اجراء اور کسی فقہی کتاب پر اس کا انطباق کریں۔ قواعدِ فقہ ہو تو ہر قاعدے کے لیے فقہی کتب میں تطبیقات و تفریعات تلاش کریں۔ ہر فن کی کتاب کے لیے اسی پر عمل کریں۔

اہلِ افتاء کے لیے نصائحِ محمود

ایک حسین ملاقات

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب دامت برکاتہم اسلام آباد تشریف لائے تھے۔ ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر پابہ رکاب ہوئے اور چند لمحوں میں جا پہنچے استاذ جی کے قدموں میں۔ وہی نورانی چہرہ۔ وہی نرالا اندازِ تکلم۔ وہی شفقت بھرا لہجہ۔ مگر اس سب کے باوجود رعب اور وقار ایسا کہ کسی کو پہلو بدلنے کی ہمت نہ تھی۔

یہ دیکھ کر تین سال پہلے کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ جب ہم فتوئے کی اصلاح کے لیے استاذ جی کے سامنے جانے سے کانپتے تھے اور سامنے بیٹھ کر سردی میں بھی پسینہ آجاتا تھا۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے کہ:

چونک جاتے تھے کبھی تیری ملاقات سے ہم

مگر

ایک نسبت بھی تو رکھتے ہیں تری ذات سے ہم

دو گھنٹے کی اس مجلس میں ہم نے بہت ثمرات و برکات سمیٹے اور استاذ جی کی جواہر سے قیمتی ارشادات سے بہرمند ہوئے۔ آج کی ملاقات کی چند باتیں آپ کی نذر کرتے ہیں۔ فرمایا:

❁ فتوی کی زبان، قانونی زبان ہونی چاہیے۔ یہ مقام اللہ اور رسول کی نیابت کا ہے۔ اس میں ذاتی احساسات وجذبات کو داخل نہ کریں۔ غم وغصہ، خوشی ومسرت، جانبداری واقرباءپروری کو دور کہیں رکھ کر فتوی لکھا کریں۔

❁ کسی بھی مسئلہ کے جواب میں دنیوی اثر کو بیان کریں۔ کسی کی آخرت کے بارے یا کسی کو جنت کے دروازے کے اندر لے جانے یا جہنم میں دھکیلنے سے گریز کریں۔

❁ وہ زمانہ گیا، جب لوگ شامی پر اعتماد کرتے تھے۔ اب لوگوں کا مزاج بدل گیا ہے۔ فتوی کے جواب میں ترتیب وار قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے استنباط اور حوالہ جات ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ فقہ ان چار سے مستنبط نہیں، لیکن لوگوں کے مزاج کی خاطر ایسا کرنا ناگزیر ہے۔

❁ مفتی رشید احمد گنگوہی کو زیادہ سے زیادہ پڑھیں۔ یہ ہستی ہر سلسلہ (رائے پوری، مدنی، تھانوی) کا منہل ومنبع ہے۔ خصوصاً "مکاتیب رشیدیہ" کا مطالعہ کریں۔ حضرت کی خشوع، للہیت اور عبدیت درجہ کمال کو پہنچی تھی۔

۞ صرف ذہانت وفطانت کافی نہیں، ہمت واستقامت بھی ضروری ہے۔ حضرت نائب صدر صاحب (مفتی تقی عثمانی صاحب مد ظلہم) اس پیرانہ سالی، نقاہت وضعف میں جو کام کرتے ہیں، وہ ہم میں سے اکثر زمانۂ شباب و قوت میں بھی نہیں کر پاتے۔

یہ چند باتیں فوری ذہن میں آگئیں، ورنہ اس مجلس کے فوائد، ثمرات اور حلاوت کے بیان کے لیے الفاظ ناکافی ہے۔ باری تعالیٰ ان کا سایہ تادیر صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے اوپر قائم ودائم رکھے۔

یہی ہے جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
انہی کی اتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی

مجوزہ نصاب برائے
(یک سالہ) تخصص فی الافتاء

جامعہ دارالعلوم کراچی سے تخصص فی الافتاء کی تکمیل کے بعد، پانچ سال تک مسلسل تخصص فی الافتاء کے طلبہ کو پڑھانے، فتوی کی تصحیح اور نگرانی کا موقع ملا۔ چونکہ افتاء کا دورانیہ ایک سال کا تھا، اس لیے اس دوران بندہ کی کوشش رہی کہ مندرجہ ذیل خاکہ ایک سال میں مکمل کیا جائے۔ اگر کوشش کی جائے اور اس خاکہ پر مکمل عمل کیا جائے تو ایک سال کا تخصص، دو سال کے تخصص کا فائدہ دے سکتا ہے:

پہلی سہ ماہی:

ا۔ تعارفِ کتب	(طلباء سے فقہ کی امہات الکتب کا تفصیلی تعارف و تبصرہ لکھوانا)
۲۔ تمرین افتاء	(عیدالاضحیٰ تک "امداد الفتاوی" کے منتخبات کی تسہیل و تخریج اور اس کے بعد فتوی نویسی)
۳۔ سراجی	(میراث، درسا)
۴۔ اصول افتاء و آدابہ	(درسا)
۵۔ قواعدِ فقہیہ و تطبیقاتہا	(درسا)
۶۔ املاء والترقیم	
۷۔ اسلام اور جدید معیشت و تجارت	(درسا)
۸۔ در مختار	(منتخبات کا مطالعہ)
۹۔ امداد الفتاوی، امداد الاحکام	(منتخبات کا مطالعہ)

دوسری سہ ماہی:

ا۔ تمرین افتاء	(کم از کم ۴۰ فتاوی)
۲۔ فلکیات	(درسا)

۳۔اصول افتاءوآدابہ (درسا)

۴۔اسلامی بینکاری کی بنیادیں (درسا)

۴۔در مختار (منتخبات کا مطالعہ)

۵۔امدادالاحکام (جلد دوم، مطالعہ)

۶۔فتاوی عثمانی (جلد دوم، مطالعہ)

تیسری سہ ماہی:

۱۔تمرین افتاء (کم از کم ۴۰)

۲۔معاییر شرعیہ (منتخب معاییر، درسا)

۳۔فقہ البیوع (خلاصہ، درسا)

۴۔بحوث فی قضایا فقہیہ معاصرہ/فقہی مقالات (مطالعہ)

۵۔عدالتی فیصلے (مطالعہ)

۶۔فتاوی عثمانی ۳۔۴ (مطالعہ)

۷۔عربی مقالات وبحوث کی تلخیص کے پریزنٹیشن (طلبہ کو جدید تحقیقات پر لکھی گئی فقہی بحوث ومقالات دیکر ہر ہفتہ ایک مقالہ کا خلاصہ بصورتِ پریزنٹیشن سنا جائے۔)

۸۔شارٹ کورسز (ٹائم مینجمنٹ، حج وعمرہ، زکوۃ، حلال فوڈ، تکافل، اسلامک بینکنگ)

۹۔تحقیقی مقالہ (کم از کم ۵۰ صفحات)

الحسان اکیڈمی کے کورسز

نمبر شمار	کورس	دورانیہ
۱	فہمِ زکوۃ کورس	ایک ہفتہ
۲	فہمِ قربانی کورس	ایک ہفتہ
۳	اصولِ فقہ کورس	چار ماہ
۴	اصولِ افتاء کورس	تین ماہ
۵	فقہ المعاملات المالیہ کورس	چار ماہ
۶	قواعدِ فقہیہ کورس	دو ماہ
۷	املاء و ترقیم کورس	ایک ماہ
۸	فقہ الحلال کورس	تین ماہ
۹	میراث کورس	دو ماہ
۱۰	انفرادی کلاسز (کوئی بھی فن یا کتاب)	(----)

+923443884654

Shadkhan654@gmail.com

(زیرِ طبع)

۱۔ فقہی قواعد کا تحقیقی مطالعہ

(عنقریب منظر عام پر آئیگی)

۲۔ مالی معاملات

(اصولی مباحث اور جدید تحقیقات)

۳- ضابط الکتابۃ

(رسالة موجزة في فن الإملاء والترقيم)

۴۔ عقدِ حوالہ اور اس کی جدید صورتیں